سید محمد ذوالکفل بخاری

امجد اسلام امجد

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے سید محمد ذوالکفل بخاری اپنے خاندان کی اعلیٰ مذہبی روایات کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ علمی، تعلیمی اور ادبی حوالوں سے بھی ایک غیر معمولی انسان تھے۔ انگریزی اور اردو میں ایم اے کرنے کے علاوہ اُنھوں نے ایل ایل بی اور بی ایڈ کے امتحانات بھی پاس کرر کھے تھے اور اِس کے ساتھ انگریزی زبان کی تدریس کے حوالے سے بھی ٹیفل (Teaching of English as Foreign Language) اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد سے انگلش لینگویج میں ڈپلوما کورس مکمل کر چکے تھے۔ ادب اور صحافت کے میدان میں بھی مختلف ادبی صفحوں کی ادارت کے ساتھ ساتھ کالم نگاری اور شاعری کی اصناف میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ اور یہ سب کچھ اُنھوں نے ۱۰/ دسمبر ۱۹۶۹ء سے ۱۵/ نومبر ۲۰۰۹ء کے درمیانی عرصے میں کیا، یعنی مکہ مکرمہ میں ایک ٹریفک حادثے میں انتقال کے وقت اُن کی کل عمر ۴۰ برس سے بھی کم تھی۔

مرحوم کے بیان کے مطابق کتابوں اور مشاعروں کی وساطت سے اُن کی میری ملاقات بہت پرانی اور مسلسل تھی۔ مگر مجھے اُن سے صرف ایک ملاقات کا ہی موقع مل سکا جو کوئی دس بارہ برس پہلے ملتان میں برادرم خالد مسعود نے کروائی تھی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اِس ملاقات کا مقام اُن کے خاندانی مدرسے سے ملحق کوئی رہائشی جگہ تھی۔ اُنھوں نے اپنے عظیم نانا کی تقلید میں خطابت اور دینی تعلیم و تدریس کا راستہ تو اختیار نہیں کیا لیکن احراریوں کی مخصوص صفات اور خصوصیات اُن کی بات بات سے نمایاں تھیں۔ برجستہ گوئی اور شگفتہ طبعی کے ساتھ ساتھ خداداد ذہانت اور زبان و ادب سے خصوصی شغف کی وجہ سے اُن کی گفتگو میں گہرائی بھی تھی اور گیرائی بھی۔ اِس مختصر سی واحد ملاقات کے مجموعی تاثر کی فوری طور پر جو مثال میرے ذہن میں آ رہی ہے وہ سراج منیر مرحوم سے پہلی ملاقات ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اُس غیر معمولی ذہین نوجوان کو بھی جوانی ہی میں موت نے آلیا تھا۔

سید محمد ذوالکفل مرحوم کے برادرِ بزرگ سید محمد کفیل بخاری نے اُن کی وفات پر ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت کے دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارے میں کیا دِوانے نے موت پائی ہے کے عنوان سے ایک مختصر مضمون لکھا ہے جس میں اُنھوں نے مرحوم کا ایک پسندیدہ شعر بھی درج کیا ہے، جو خود اُن کی موت کے حوالے سے ایک عجیب کیفیت کا حامل ہو گیا ہے۔ آپ چاہیں تو اُسے ایک غیبی اشارہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

ہاتھوں میں دے کے ہاتھ، ابھی کل کی بات ہے
وہ چل رہے تھے ساتھ، ابھی کل کی بات ہے

موت لاکھ ایک ناقابلِ تردید حقیقت سہی لیکن سچی بات ہے ذوالکفل ایسے کسی غیر معمولی جواں مرگ کا اس طرح اچانک دنیا سے پردہ کر جانا کئی خوابیدہ سوالات کو پھر سے بیدار ضرور کر جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ دنیا میں آنے والے ہر بشر کی موت کا ایک وقت معین ہے اور اُسے ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہی ہوتا ہے، اور یہ بھی طے ہے کہ اِس وقت کا تعین صرف اور صرف اُس پروردگار کی صوابدید پر ہے جس کے قبضے میں ہم سب کی جان ہے، اور جس کے فیصلے پر سرِ تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی راستہ اور چارا نہیں، لیکن پھر بھی کسی کی جوان موت پر یہ خیال دماغ میں آتا ضرور ہے کہ ابھی اُس کا کچھ دن اور زندہ رہنا بنتا تھا۔ اپنے لے پالک بیٹے عارف کی جواں مرگی پر غالبؔ نے بھی اِسی مخمصے کو کچھ اِس طرح بیان کیا ہے کہ:

ہاں اے فلکِ پیر، جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہو غالب
قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

عزیزی حافظ صفوان محمد نے ابھی کچھ عرصہ قبل مجھے ایک انگریزی-اردو لغت بھجوائی تھی جو طلبہ و طالبات کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر بنائی گئی تھی (اور جس پر میں نے اپنے ایک کالم میں تعریفی اظہارِ خیال بھی کیا تھا)۔ اِس لغت میں اُن کے ساتھی اور شریک یہی ذوالکفل تھے جو گزشتہ کئی برس سے سعودی عرب میں انگریزی پڑھا رہے تھے اور اِس زبان کی تدریس سے متعلق خصوصی اسناد اور تجربہ حاصل کرنے کی وجہ سے اِس بات کا گہرا احساس اور شعور رکھتے تھے کہ ہائی سکول کی سطح پر طلبہ کو کس قسم کی ڈکشنری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے صفوان کو فون پر مبارک باد دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اب جب بھی ذوالکفل پاکستان آئے مجھے اُس سے ضرور ملوانا، کہ ایسے ذہین اور محنتی نوجوانوں کی تعداد بہت تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے جو جدید دنیا کے مسافر ہونے کے ساتھ ساتھ پرانی دنیا کے حسن اور اُس کی اقدار کو بھی ہمراہ لے کر چلتے ہیں۔ چند دن قبل جب اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں مجھے فون کر کے بتایا کہ اب وہ میری یہ فرمائش کبھی پوری نہیں کر سکے گا کیوں کہ اُس کا عزیز دوست اب اُس سفر پر روانہ ہو گیا ہے جہاں سب آوازیں ساتھ چھوڑ جاتی ہیں اور پیچھے رہ جانے والوں کے پاس یادوں کے علاوہ کچھ نہیں بچتا۔ پتا نہیں کہاں سے وہ بھولے بھٹکے شعر بغیر کسی تلازمے کے ذہن کی سکرین پر چمک اُٹھے:

بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو کہ بہت یاد رہو
غم بھی گزشتنی ہے خوشی بھی گزشتنی
کر غم کو اختیار کہ گزرے تو غم نہ ہو

(روزنامہ ایکسپریس لاہور، ۱۷/ جنوری ۲۰۱۰ء)